(1) قسم کھا کر پورا نہ کرنے کا حکم (2) قسم کا کفارہ (3) کسی کے قتل کی قسم کھانے کا حکم

(4) نذر ماننے کے بعد پورا کرنا لازم ہے (5) نذر کا کفارہ (6) تعلیق بالطلاق کا حکم

(7) یمین اور نذر میں مسلک غیر پر فتوی دینے کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں کہ

1۔ یمین، نذر اور تعلیق میں احناف کے لیے مسلک غیر پر کب فتوی دینا جائز ہے؟

موجودہ حالات میں کم علمی یا حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے لوگ ایسی قسمیں کھالیتے ہیں جن کا پورا کرنا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا جیسے کہ کسی کے قتل کی قسم کھالی، یا کوئی ایسی قسم کھالی جس کو پورا کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ بسا اوقات ایسی نذر مان لیتے ہیں کہ جن سے وہ عاجز آجاتے ہیں، جیسے کہ:

کسی نے نذر مان لی کہ اگر میرے بیٹے کو نوکری مل گئی تو پوری زندگی ہر ماہ 10 روزے رکھوں گا۔

یا کسی نے یوٹیوب چینل کھولا اور یہ نذر مان لی کہ میرے جتنے سبسکرائبرز ہونگے اتنی تعداد میں دن میں رکعات پڑھوں گا، اب سبسکرائبرز 1000 ہوگئے تو اب وہ نذر پوری کرنے سے عاجز ہے۔ (نیز بسا اوقات سبسکرائبرز دس ہزار اور لاکھ سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں)

بسا اوقات ایسی تعلیق کر لیتے ہیں جس کو پورا کریں تو طلاق ہو جائے گی اور اگر نہ پورا کریں تو رجوع نہیں ہے جیسے کسی شوہر نے اپنی بیوی سے جھگڑے میں کہا کہ اگر تم نے اپنے والد یا بیٹے کے گھر میں قدم رکھا تو تمہیں طلاق۔ کچھ دن بعد جھگڑا ختم ہو جاتا ہے تو اب وہ بیوی پھنس گئی ہے کہ والد یا بیٹے کے گھر قدم نہیں رکھ سکتی ورنہ طلاق ہو جائے گی۔ تو ان حالات میں کیا اس طرح کی نذر، قسم اور تعلیق میں رجوع کی یا مسلک غیر پر فتوی دے کر کچھ تخفیف پیدا کرنے کی گنجائش ہے کہ نہیں؟ جب کہ حالات بہت سخت ہیں، امت کافی پریشان ہے اور کم علمی میں ایسی چیزوں کو کر بیٹھتی ہے جن کو پورا کرنا ان کے لیے ممکن نہیں۔

حضرت سے درخواست ہے کہ اس پر ائمہ اربعہ کی آراء اور موجودہ دور میں ان مسائل میں نرمی برتتے ہوئے مسلک غیر پر اجازت دینے کی حاجت کو واضح فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں گے۔ والسلام

مستفتی: عمران (احمد آباد، گجرات، انڈیا)

بذریعہ: جی میل

☆☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب حامداًو مصلیاًو مسلماً

جواب سے پہلے تمہید کے طور پر یہ جان لیں کہ مذہب غیر پر فتوی دیناعام حالات میں جائز نہیں ہے البتہ اگر کسی امر میں مسلمانوں کا ابتلائے عام ہو جائے اور اس کی ضرورت بھی بہت شدید انداز سے ہے، مگر اپنے مسلک میں اس کے جواز کا کوئی قول نہیں ہے اور اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مسلک میں کوئی مجتہد بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں زمانہ کے معتبر ترین علماء ومفتیان کرام کی متفقہ رائے سے اس امر سے متعلق اپنے مذہب سے عدول کر کے مسلک غیر کے مسئلہ کو مع شرائط کے اختیار کر لینا جائز اور درست ہے۔ اور غیر مجتہد لوگوں میں سے فرد واحد کا ایسے مسائل میں عدول کر کے نہ ذاتی طور پر عمل کرنا جائز ہے اور نہ ہی امت کے لئے فتویٰ دینا جائز ہے؛ اس لئے کہ اس میں اتباع ہویٰ کا خطرہ ہے۔ اور مسائل شرعیہ میں اتباعِ ہویٰ کا اندیشہ بھی جائز نہیں ہے، اس مسئلہ کو حضرت تھانوی قدس سرہ نے "حیلۂ ناجزہ" اور حضرت مفتی رشید احمد صاحبؒ نے (احسن الفتوی ۱/ ۴۲۱) میں بہت واضح الفاظ میں نقل فرمایا ہے؛ لہٰذا کسی مسئلہ میں عموم بلویٰ یا ضرورتِ شدیدہ کی وجہ سے مسلک سے عدول کرنے کی ضرورت پڑ جائے اور کوئی مجتہد عالم بھی موجود نہ ہو، تو غیر مجتہد علماء میں سے متعدد افراد کا متفق ہو جانا لازم ہو گا۔

مذکورہ تمہید کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ:

(1،2) کسی بھی جائز امر کی قسم کھانے کے بعد اگر قسم کو پورا کرنا ممکن نہ ہو تو حانث ہو کر (قسم توڑ کر) کفارہ دینا ضروری ہے۔ نیز بلا ضرورت قسم کھانا شرعاً مذموم ہے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو دو وقت صبح و شام پیٹ بھر کھانا کھلائے یا دس مساکین کو کپڑا دے، اگر ان دونوں میں سے کسی بھی چیز کی استطاعت نہ ہو تو تین دن لگاتار روزے رکھے، نیز روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے، اگر درمیان میں وقفہ آگیا تو از سر نو تین روزے رکھنا لازم ہے۔

(3) اگر کسی نے کسی شخص کے قتل کی قسم کھالی تو اس کو پورا کرنا واجب نہیں، بلکہ قسم کو توڑ کر کفارہ دینا لازم ہے، یہ حکم صرف قتل کا نہیں بلکہ کسی بھی ناجائز امر پر قسم کھانے کا یہی حکم ہے کہ قسم کو توڑ کر کفارہ ادا کرے۔ کفارہ کی تفصیل اوپر بیان کی جاچکی ہے۔

(4،5) نذر کے واجب ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی جنس سے کوئی فرض یا واجب حکم شریعت میں موجود ہو، جیسے نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ۔ مسئولہ دونوں صورتوں میں چونکہ نماز اور روزے کی نیت کی گئی ہے، لہذا ان دونوں صورتوں میں نذر منعقد ہوگئی ہے۔ اور نذر ماننے کے بعد اس کا پورا کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کسی معصیت پر نذر مانی ہے یا ایسے کسی امر پر نذر مانی ہے جس کو پورا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو کفارہ ادا کرے۔ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

(6) صورت مسئولہ میں اگر عورت اپنے باپ یا بیٹے کے گھر گئی تو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، جس کے بعد تین حیض کے اندر رجوع کیا جاسکتا ہے، رجوع قولاً بھی ہو سکتا ہے اور فعلاً بھی، نیز اگر تین حیض تک رجوع نہیں کیا تو زوجین کے درمیان رشتہ ختم ہو جائے گا، البتہ باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کیا جاسکتا ہے اور دوبارہ نکاح کرنے کی صورت میں صرف دو طلاق کا حق باقی رہ جائے گا۔

(7) سوال میں مذکور صورتوں میں سے کسی بھی صورت میں مذہب غیر پر فتوی دینا جائز نہیں ہے۔

للمسئلة الاولی والثانية

لما فی القرآن الکریم (89/5)

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ۰ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ۰ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ۰ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ.

وفی الموسوعة الفقهية (63/8)

وإن كانت على فعل مباح فالحنث بها مباح.

وفی البحر الرائق (301/4)

وفي المحيط والأفضل في اليمين بالله تعالى تقليلها؛ لأن في تكثير اليمين المضافة إلى الماضي نسبة نفسه إلى الكذب، وفي تكثير اليمين المضافة إلى المستقبل تعريض اسم الله تعالى للهتك.

وفی رد المحتار (705/3)

واليمين بالله تعالى لا يكره، وتقليله أولى من تكثيره.

وفی الهداية شرح بداية المبتدی (319/2)

قال: "كفارة اليمين عتق رقبة يجزي فيها ما يجزي في الظهار وإن شاء كسا عشرة مساكين كل واحد ثوبا فما زاد وأدناه ما يجوز فيه الصلاة وإن شاء أطعم عشرة مساكين كالإطعام في كفارة الظهار" والأصل فيه قوله تعالى: {فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ} [المائدة: 89] الآية وكلمة أو للتخيير فكان الواجب أحد الأشياء الثلاثة قال: "فإن لم يقدر على أحد الأشياء الثلاثة صام ثلاثة أيام متتابعات.

وفی البحر الرائق(486/4)

قوله: (وكفارته تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين كهما في الظهار أو كسوتهم بما يستر عامة البدن) أي وكفارة اليمين بمعنى القسم أو الحلف لما قدمنا أنها مؤنثة والاصل في ذلك قوله تعالى *(فكفارته اطعام عشرة مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة)*[المائدة:98] وكلمة أو للتخيير فكان الواجب أحد الاشياء الثلاثة.

للمسئلة الثالثة

لما فی صحیح البخاری(2613/6)

حدثنا حجاج بن منهال حدثنا جرير بن حازم عن الحسن عن عبد الرحمن بن سمرة قال: قال لي النبي صلى الله عليه وسلم (يا عبد الرحمن لا تسأل الإمارة فإنك إن أعطيتها عن مسألة وكلت إليها وإن أعطيتها عن غير مسألة أعنت عليها وإذا حلفت على يمين فرأيت غيرها خيرا منها فكفر عن يمينك وأت الذي هو خير).

وفی الهداية شرح بداية المبتدی(320/2)

قال: "ومن حلف على معصية مثل أن لا يصلي أو لا يكلم أباه أو ليقتلن فلانا ينبغي أن يحنث نفسه ويكفر عن يمينه" لقوله عليه الصلاة والسلام: "من حلف على يمين ورأى غيرها خيرا منها فليأت بالذي هو خير ثم ليكفر عن يمينه".

وفی الدر المختار(728/3)

(ومن حلف على معصية كعدم الكلام مع أبويه أو قتل فلان) وإنما قال (اليوم) لأن وجوب الحنث لا يتأتى إلا في اليمين المؤقتة. أما المطلقة فحنثه في آخر حياته، فيوصي بالكفارة بموت الحالف ويكفر عن يمينه بهلاك المحلوف عليه غاية (وجب الحنث والتكفير) لأنه أهون الأمرين.

للمسئلة الرابعة والخامسة

لما فی صحیح البخاری(142/8)

عن عائشة رضي الله عنها، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من نذر أن يطيع الله فليطعه، ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه».

وفی الهداية شرح بداية المبتدی(321/2)

"ومن نذر نذرا مطلقا فعليه الوفاء" لقوله عليه الصلاة والسلام: "من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى"" وإن علق النذر بشرط فوجد الشرط فعليه الوفاء بنفس النذر".

وفی الدر المختار(735/3)

(ومن نذر نذرا مطلقا أو معلقا بشرط وكان من جنسه واجب) أي فرض كما سيصرح به تبعا للبحر والدرر (وهو عبادة مقصودة) خرج الوضوء وتكفين الميت (ووجد الشرط) المعلق به (لزم الناذر) لحديث «من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى» (كصوم وصلاة وصدقة) ووقف (واعتكاف) وإعتاق رقبة وحج ولو ماشيا فإنها عبادات مقصودة.

وفی الهداية شرح بداية المبتدی(74/2)

وكذا إذا قال علي نذر أو نذر الله لقوله عليه الصلاة والسلام من نذر نذرا ولم يسم فعليه كفارة يمين.

للمسئلة السادسة

كما فى الهداية شرح بداية المبتدى (243/1)

" وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق " وهذا بالاتفاق لأن الملك قائم في الحال والظاهر بقاؤه إلى وقت وجود الشرط فيصح يمينا أو إيقاعا.

وفى الهندية (420/1)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق ولا تصح إضافة الطلاق إلا أن يكون الحالف مالكا أو يضيفه إلى ملك والإضافة إلى سبب الملك كالتزوج كالإضافة إلى الملك فإن قال لأجنبية: إن دخلت الدار فأنت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق كذا في الكافي.

للمسئلة السابعة

كما فى الدر المختار (75/1)

وأما المقلد فلا ينفذ قضاؤه بخلاف مذهبه أصلا كما فى القنية.

وفى رد المحتار (76/1)

(قوله فكيف بخلاف مذهبه) أى فكيف ينفذ قضاؤه بخلاف مذهبه، لأنه إذا نهاه عن القضاء بالأقوال الضعيفة فى مذهبه لا ينفذ قضاؤه فيها فبخلاف مذهبه الاولى.

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	واللہ اعلم بالصواب
بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ	بندہ غلام یاسین عفا اللہ عنہ	بندہ شاہ ولی اللہ عفا اللہ عنہ	بندہ عبد الرافع نوید میمن عفا اللہ عنہ
			مرکز الافتاء والارشاد غرفۃ السالکین کراچی
۲۲/ربیع الاول/۱۴۴۵ھ	۲۲/ربیع الاول/۱۴۴۵ھ	۲۲/ربیع الاول/۱۴۴۵ھ	۲۲/ربیع الاول/۱۴۴۵ھ
9/اکتوبر/2023ء	9/اکتوبر/2023ء	9/اکتوبر/2023ء	9/اکتوبر/2023ء
مرکز الافتاء والارشاد مفتی غرفۃ السالکین کراچی	مرکز الافتاء والارشاد نائب مفتی غرفۃ السالکین کراچی	مرکز الافتاء والارشاد نائب مفتی غرفۃ السالکین کراچی	مرکز الافتاء والارشاد

حوالہ نمبر: ۱۱/۶۵

مؤرخہ: ۲۲/۳/۱۴۴۵ھ